تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۴۳۵

قیمت فی پرچہ ۱؎

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں دوبار

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ: مہر محمد خان

نمبر ۵۲ | مورخہ ۴ جنوری ۱۹۲۴ء بروز جمعہ | مطابق ۲۶ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ | جلد ۱۱

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بخیریت ہیں۔

یکم جنوری ۱۹۲۴ء کو احمدی مجاہدین کا ایک اور وفد علاقہ ارتداد کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے بعد نماز ظہر مسجد مبارک میں ضروری ہدایات دے کر رخصت فرمایا۔ ان مبلغین کی فہرست آئندہ شائع کی جائیگی۔

موضع کھڑواری ضلع آگرہ کے ٹھاکر نواب سنگھ جو آدیوں کے پرجوش پرچارک تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے ہاتھ پر دوبارہ داخل اسلام ہوئے۔ ان کا نام نواب خان رکھا گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تازہ نظم

حضور کی یہ نظم ۲۸ دسمبر ۱۹۲۳ء سالانہ جلسہ کے مجمع میں ماسٹر محمد شفیع صاحب اسلم نے پڑھی

کیوں غلامی کروں شیطاں کی خدا کا ہو کر
اپنے ہاتھوں سے برا کیوں بنوں اچھا ہو کر

مدعا ہے وہی جو رہے پورا ہو کر
التجا ہے وہی جو ہوئے پذیرا ہو کر

درد سے ذکر ہوا پیدا ہوا ذکر سے درد
میری بیماری لگی مجھ کو مسیحا ہو کر

رہ گیا سایہ سے محروم ہوا بے برکت
سرو نے کیا لیا احباب سے اونچا ہو کر

جب نظر میری پڑی ماضی پہ دل خون ہوا
جان بھی تن سے مری نکلی پسینا ہو کر

چاہیئے کوئی تو تقریب ترحم کیلئے
میں نے کیا لینا ہے لے دوست اچھا ہو کر

نہ ملیں تو بھی دھڑکتا ہے ملیں تو بھی اے دل
تجھ کو کیا بیٹھنا آتا نہیں رنجا ہو کر

حسن ظاہر پہ نہ تو بھول کہ سو حسرت و غم
چھوڑ جائیگا بس آخر یہ تماشا ہو کر

اس کی ہر جنبشِ لب کرتی ہے مُردے زندہ
حشر دکھلائیگا اب کیا ہمیں برپا ہو کر

دل کو گھبرا نہ سکے لشکرِ افکار و ہموم
بارک اللہ لڑا خوب ہی تنہا ہو کر

ہائے وہ شخص کہ جو کام بھی کرنا چاہے
دل میں رہ جائے وہی اسکے تمنا ہو کر

ایسے بیمار کا پھر اور ٹھکانہ معلوم
دے سکے تم نہ شفا جس کو مسیحا ہو کر

وہ غنی ہے پہ نہیں اسکو یہ ہرگز بھی پسند
غیر سے تیرا تعلق رہے اس کا ہو کر

ذلت و نکبت و خواری ہوئی مُسلم کے نصیب
دیکھیئے اور ابھی رہتا ہے کیا کیا ہو کر

داغِ بدنامی اُٹھائیگا جو حق کی خاطر
آسماں پر وہی چمکیگا ستارا ہو کر

غیر ممکن ہے کہ تو مائدۂ سُلطاں پر
کھا سکے خوانِ ہدایت سگِ دنیا ہو کر

قلبِ عاصی جو بدل جائے تو کیوں پاک نہ ہو
مے اگر طیّب و صافی بنے سرکہ ہو کر

حق نے محمود ترا نام ہے رکھا محمود
چاہیئے تجھ کو چمکنا یدِ بیضا ہو کر

احمدی احباب سے درخواست

مورخہ ۲۰ دسمبر کی شام کو کئیر ایک سو تیس روپے کے نوٹ سٹیشن شاہدرہ پر گر گئے ہیں۔ ایک نوٹ سو روپے کا اور ۳ عدد دس دس کے ہیں۔ اگر کسی احمدی بھائی کو دستیاب ہوئے ہوں۔ تو۔ للہ میرے نام ارسال فرما دیں۔ خاکسار عطاء محمد احمدی ساکن سنگہ۔ ڈاکخانہ خاص تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر

احمدی مبلغین پر غیر احمدیوں کا ظلم و تشدد

غیر احمدی مولویوں کی فتنہ انگیز کارروائیاں

چند ہی دن ہوئے۔ فرخ آباد میں احمدیوں کو دکھ اور تکالیف پہنچانے اور انہیں بائیکاٹ کرنے کا اعلان فخریہ طور پر مولوی صاحبان اخباروں میں شایع کرا چکے ہیں۔ لیکن اب وہ دست درازیوں پر بھی اُتر آئے ہیں۔ چنانچہ حسب ذیل افسوسناک تار جناب چودہری عبد اللہ خان صاحب بی اے۔ بی۔ ٹی۔ نائب امیر احمدی مجاہدین مقیم آگرہ کی طرف سے موصول ہوا ہے۔

فرخ آباد میں غیر احمدی تشدد پر اُتر آئے ہیں احمدی مبلغ مطلع کرتے ہیں۔ کہ ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء جبکہ وہ بازار میں سے گذر رہے تھے۔ غیر احمدیوں کی ایک پارٹی نے بلا وجہ اور بلا سبب انہیں گالیاں دینی شروع کر دیں۔ اور اسی گالیاں دینے والی پارٹی نے احمدی مبلغین کو قتل کی دہمکی بھی دی ہے۔ اسکے بعد مذکورہ بالا پارٹی نے فی الواقعہ احمدی مبلغوں کو پیٹنا شروع کر دیا۔ اور ان کو گھیرے میں لے لیا بڑی مشکل سے احمدی مبلغ ان میں سے بچ نکلے اور پولیس کو اس واقعہ کی رپورٹ دی گئی ہے۔

فرخ آباد کے غیر احمدی یہ سلوک ان بیکس اور غریب الوطن مبلغین کے ساتھ کر رہے ہیں۔ جو اپنا گھر بار آرام و آسایش چھوڑ کر علاقہ ارتداد میں آریوں کا مقابلہ کرنے اور بیچارے دیہاتی لوگوں کو مُرتد ہونے سے بچانے کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ اور یہ نتیجہ ہے۔ مولویوں اور ملاؤں کی کئی ماہ کی مسلسل کوششوں اور فتنہ انگیزیوں کا۔ جو وہ ہمارے خلاف کر رہے ہیں۔ مگر ہم خدا کے لئے نکلے ہیں۔ اور اس راہ میں کوئی بڑی سے بڑی تکلیف بھی ہمیں پریشان اور ہراساں نہیں کر سکتی۔ ہمارے مبلغ جہاں آریوں اور ان کے چیلوں کی سختیاں جھیل رہے ہیں۔ وہاں مولویوں اور ان کے دام افتادوں کے ظلم و ستم اٹھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ مگر مقدمہ وہ مسلمان جن کے دل میں اسلام کا کچھ بھی درد ہے۔ غور کریں اور دیکھیں۔ کہ مولوی صاحبان کا طرز عمل کیا ہے۔ اور یہ اسلام کے لئے کہاں تک مفید اور فائدہ بخش ہو سکتا ہے۔

فی الحال ہم اس بارے میں کچھ اور نہیں کہنا چاہتے کیونکہ ہم مفصل حالات کے منتظر ہیں۔ البتہ فرخ آباد کے احمدی مبلغین کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اور دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ ان کی ہمت میں برکت دے۔ اور صبر و استقلال عطا فرمائے۔

الفضل کے وی پی

مَیں نے احباب کی خدمت میں تفصیل کے ساتھ عرض کیا تھا۔ کہ جن کا چندہ ماہ دسمبر میں ختم ہو گیا۔ وہ جلد پر قیمت ادا فرما دیں۔ ایک چوتھائی اصحاب نے میری گذارش پر توجہ دی۔ باقی ایسے ہیں۔ جن کی قیمت ختم ہے۔ اب مطابق قاعدہ تو یہ چاہیئے۔ کہ ان سب کے نام اخبار تا وصولی قیمت بند رہے۔ لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ تعویق بوجہ کسی عذر کے ہے۔ اسلیئے

ان سب خریداران الفضل کے نام

جن کا چندہ ماہ دسمبر یا ماہ جنوری میں ختم ہوتا ہے۔

"۱۵ جنوری کو وی پی ہونگے"

اغلب ہے کہ بعض دوستوں کا چندہ ۳۰ جنوری کو ختم ہوتا ہو سو انکے لئے فکر کی بات نہیں۔ ان کا حساب اسی تاریخ سے سمجھا جائیگا جس تاریخ سے چندہ ختم ہوتا ہے۔ چونکہ ابتدا فردی میں وی پی دوبارہ نہیں ہو سکتے۔ اسلیئے شاذ و نادر اگر ہفتہ عشرہ وی پی پہلے پہنچ جائے تو حرج کی بات نہیں۔ جن کا وی پی انکاری واپس آئے گا ان کے نام سے اخبار تا وصولی قیمت بند رہیگا۔ مینیجر الفضل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۴ر جنوری ۱۹۲۴ء

روئداد جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ ۱۹۲۳ء

(۲۶ر دسمبر ۱۹۲۳ء)

پہلا اجلاس

اس اجلاس کی کاروائی منشی قاسم علی خانصاحب قادیانی رامپوری کی تلاوت قرآن اور نظم خوانی سے شروع ہوئی۔

میر قاسم علی صاحب کی تقریر

پنڈت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی

اس کے بعد جناب میر قاسم علی صاحب نے اپنی تقریر بعنوان احمد بیگ اور لیکھرام کے متعلق پیشگوئیوں کے بارے میں مخالفین کے اعتراضات کے جواب شروع کی۔ جس میں فرمایا۔

حضرات آج کے پروگرام کے مطابق میری تقریر پنڈت لیکھرام اور احمد بیگ کی پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔ لیکھرام کے متعلق پیشگوئی چار سال میں اور احمد بیگ کی چھ ماہ میں پوری ہوئی۔ ان کے بیان کرنے کے لئے ایک گھنٹہ رکھا گیا ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ یہ وقت نہایت کم ہے۔ تاہم جس قدر میں بیان کرسکوں گا۔ کرتا ہوں۔ میں پہلے لیکھرام کی پیشگوئی کو لوں گا۔ کہ آج کل آریوں میں اسپر بحث کرنے کا بہت جوش پایا جاتا ہے۔ جو اس لئے نہیں کہ وہ اس پیشگوئی کے متعلق سمجھتے ہیں۔ کہ پوری نہیں ہوئی بلکہ اس لئے کہ چونکہ یہ پیشگوئی ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ اس لئے انہوں نے بطور پیش بندی خود ہی اسپر بحث کرنے کی ٹھان لی ہے۔ تاکہ سمجھا جائے کہ یہ پیشگوئی معمولی بات تھی۔

حضرت مسیح موعود اور پنڈت لیکھرام کی خط و کتابت

۱۸۸۵ء کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس نے تمام مذاہب کے پیشواؤں کے نام دو سو چالیس کی تعداد میں ایک خط بھیجا۔ اس میں آپ نے اعلان فرمایا۔ کہ چونکہ براہین احمدیہ کے شائع ہونے میں تاخیر ہو رہی ہے۔ اسلئے میں ابھی سے اعلان کرتا ہوں۔ کہ کوئی مذہبی مسلمہ پیشوا اگر ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لئے رہیں۔ تو میں دو سو روپیہ ماہوار ان کو خرچ دونگا۔ اس پر پنڈت لیکھرام نے لکھا۔ کہ آپ ۲۴ سو روپیہ جمع کرادیں میں اس کے لئے آنے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت اقدس نے لکھا۔ کہ میں نے مسلمہ لیڈروں کو دعوت دی ہے۔ آپ پہلے آریہ سماج میں ذی حیثیت ہونا ثابت کریں۔ اور پانچ آریہ سماجوں۔ یعنی۔ لاہور۔ امرتسر۔ ہوشیارپور۔ قادیان اور لدھیانہ کے آریوں سے اپنا لیڈر ہونا تسلیم کرادیں۔ لیکن پنڈت صاحب نے یہ بھی نہ مانا۔ اور روپیہ جمع کرانے پر اصرار کیا۔ پھر حضرت اقدس نے یہاں تک لکھدیا۔ کہ اگر تم پانچ آریہ سماجوں سے اپنی تائید حاصل نہیں کرسکتے۔ تو ہم آپ کو ماہوار اتنی رقم دینے کو تیار ہیں۔ جو آپ کو آریہ سماج کی ملازمت میں ملتی ہے۔ مگر پنڈت لیکھرام نے یہ بات بھی منظور نہ کی اور کہا کہ آپ ۲۴ سو روپیہ جمع کرادیں۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔ یہ بھی منظور میں روپیہ جمع کردیتا ہوں مگر آپ بھی ۲۴ سو روپیہ اسلئے جمع کرادیں۔ کہ اگر نشان دیکھکر ایمان نہ لائیں۔ تو وہ روپیہ ہم کو مل جائے۔ اس پر پنڈت لیکھرام نے لکھا۔ کہ میں روپیہ جمع کرادونگا مگر مجھے یہ بتایا جائے۔ کہ آپ کیا نشان دکھائینگے۔ اور میں سمجھ لوں گا۔ کہ اتنا روپیہ خرچ کرکے میں نے دنیا کو سبحان سنتی کا تماشا دکھادیا۔ اور لکھا کہ نشان اس قسم کا ہونا چاہیئے۔ کہ چاند دو ٹکڑے ہوجائے۔ یا سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو۔ یہ تمام خط و کتابت تو کلیات آریہ مسافر میں شائع ہوچکی ہے مگر اس کے آخری خط کے جواب میں حضرت اقدس نے جو خط لکھا۔ وہ اس کلیات آریہ مسافر میں درج نہیں ہوا اور اس کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ خط کہیں ادھر ادھر ہوگیا۔ مگر اس خط کے شائع نہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اس میں حضرت اقدس نے لکھا تھا۔ کہ ہمارا خدا اب بھی اس بات پر قادر ہے۔ کہ معجزہ شق القمر دکھادے۔ اس خط ہی کو اس نے شائع نہ کیا۔ اور حضرت اقدس نے جب اس کے طلب کردہ نشانات دکھانے پر آمادگی ظاہر فرمائی۔ تو خاموش ہوگیا۔

پنڈت لیکھرام سے مباہلہ

پھر ۱۸۸۶ء میں سرمہ چشم آریہ کتاب شائع ہوئی۔ جس کے آخر میں حضرت مسیح موعود نے ایک اعلان لکھا ہے۔ جس میں اسلام کی حقانیت کے مقابلہ میں ویدک مذہب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ اسکے مقابلہ میں پنڈت لیکھرام نے بھی اپنی کتاب خبط احمدیہ میں ایک مباہلہ لکھا۔ جس میں حضرت مسیح موعود کے مباہلہ کا ذکر کرتے ہوئے آخر لکھا۔ اے پرمیشر ہم میں سچا فیصلہ کر۔

اس کے بعد حضرت اقدس نے ۱۸۸۶ء میں اشتہار شائع کیا۔ کہ ہمیں لیکھرام پشاوری اور اندرمن مرادآبادی کی قضا و قدر کے متعلق بعض باتیں معلوم ہوئی ہیں۔ اگر وہ رضامند ہوں۔ تو شائع کردی جائیں۔ اس پر اندرمن تو خاموش ہوگیا۔ مگر پنڈت لیکھرام نے لکھا۔ کہ میری طرف سے اجازت ہے شائع کردیں اس خیال کے اظہار میں بھی اس نے شوخی اور اسلام پر استہزاء کے طریق کو نہ چھوڑا۔

پنڈت لیکھرام کے متعلق پیشگوئی

مگر اب پنڈت لیکھرام کے انجام کا وقت قریب آرہا تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے ۲۰ر فروری ۱۸۹۳ء میں اشتہار شائع کیا۔ کہ لیکھرام پر بوجہ اسکی ان بدزبانیوں کے جو اس نے اسلام اور مقدس بانی اسلام کے متعلق کی ہیں۔ چھ سال کے عرصہ میں عذاب آئیگا۔

پیشگوئی کی مزید تصریح

اس کے بعد اپریل ۱۸۹۳ء [illegible] میں آپ نے برکات الدعا [illegible] ٹائیٹل پیج کے آخری ورق پر نمونہ دعا "استجابت دعا" کے عنوان [illegible]

سے سر سید احمد خاں صاحب کو مخاطب کر کے نمونہ دعا مستجاب کا ذکر کرتے ہوئے پنڈت لیکھرام کے متعلق جو پیشگوئی کی تھی۔ اس کی تازہ تفصیلات سے اطلاع دی۔ اس پر اس وقت آریوں نے شور مچایا۔ کہ مرزا صاحب پنڈت لیکھرام کو قتل کرانا چاہتے ہیں۔ برکات الدعاء کے ٹائیٹل پیج پر لکھا۔ کہ آپ نے کشف میں ایک بھیانک شکل کی مخلوق کو دیکھا جس کو قیاس کیا۔ کہ ملائکہ شداد و غلاظ میں سے ہے اس نے آپ سے دریافت کیا۔ لیکھرام کہاں ہے پھر آپ نے یہ بھی بتایا۔ کہ پنڈت لیکھرام عید کے قریب عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔

پیشگوئی کا وقوع چنانچہ وہ آپ کی پیشگوئی کے مطابق لاہور میں ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا۔ جب وہ مجروح ہوا اور ہسپتال میں لایا گیا۔ تو ڈاکٹر پیری نے اس کا ملاحظہ کیا۔ پولیس نے اس کا بیان لیا اور دریافت کیا گیا۔ کہ آپ کو کس پر شبہ ہے۔ مگر اس نے کسی کا نام نہ لیا۔ اور وہ شام کو چھری لگنے کے بعد رات کے دو بجے تک زندہ رہا لیکن اس نے حضرت مرزا صاحب کا نام نہ لیا۔

اس پیشگوئی پر پہلے اعتراض کا جواب اس پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور اس اعتراض کو اٹھانے والا آریہ پرتی ندھی سبھا کا ایک نیا لیکچرار دھرم بھکشو ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام چھ مارچ کو نہیں مرا۔ مگر واقعہ یہ ہے۔ کہ وہ پانچ مارچ کی شام کو مجروح ہوا۔ اور رات کے دو بجے مر گیا۔ اور انگریزی حساب کی رو سے اور اسلامی حساب کے رو سے وہ وقت ۶ تاریخ میں شامل تھا۔ اس لئے یہی درست ہے۔ کہ وہ ۶ مارچ کو قتل ہوا۔

دوسرے اعتراض کا جواب ایک اور اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے۔ کہ وہ عید کے دن نہیں مرا۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ وہ عید کے دن مریگا بلکہ آپ کی پیشگوئی میں صاف [illegible] ہے۔ کہ وہ عید کے قریب مریگا۔ چنانچہ عید کے قریب [illegible] ہوا۔

پیشگوئی میں پیشگوئی اس پیشگوئی میں ایک اور پیشگوئی یہ بھی تھی۔ کہ سر سید احمد زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک کہ وہ پنڈت لیکھرام کا مبتلا عذاب ہونا دیکھ لیں۔ چنانچہ وہ زندہ رہے۔

واقعہ قتل کے بعد مسلمانوں پر تشدد جب پنڈت لیکھرام قتل ہو گیا تو آریوں نے اعلان کیا کہ مرزا صاحب بھی قتل کئے جائینگے اور سید احمد خاں بھی ان کی نظر میں تھے۔ اور مسلمانوں کے بچوں کے لئے خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ میں ان دنوں کرنال میں تھا۔ مسلمانوں کے کئی معصوم بچوں کو زہر کھلائی گئی۔ اور کئی بچے تلف ہو گئے۔

پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مقابلہ میں ایک پیشگوئی پنڈت لیکھرام نے بھی کی تھی۔ جو کلیات آریہ مسافر کے صفحہ ۴۹۵ پر درج ہے۔ جو یہ ہے۔ کہ مرزا صاحب تین سال میں فوت ہو جائینگے۔ اور تین سال کے اندر اندر ان کا خاندان اور ذریت کا نام و نشان مٹ جائے گا۔ مگر دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ کس کا نشان مٹ گیا۔ اور کس کی ذریت پھل اور پھول رہی ہے۔

منصوبہ کے الزام کا جواب ایک اور الزام یہ بھی لگایا گیا تھا۔ اور اب بھی لگایا جاتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے منصوبہ سے قتل کرا دیا۔ اس کے متعلق حضرت اقدس نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ اگر کسی کو یقین ہو کہ میں نے پنڈت لیکھرام کو قتل کرایا یا اس کے قتل کی سازش میں شریک تھا۔ تو ایسا شخص میرے سامنے آئے۔ اور اس مضمون کی جو اشتہار میں درج تھا قسم کھائے۔ اگر وہ اس قسم کے کھانے کے بعد ایک سال کے اندر اندر ایسے عذاب الٰہی میں گرفتار نہ ہوا۔ جس میں انسانی ہاتھ کا دخل نہ ہو۔ تو میں اس جرم کا مجرم ٹھیرونگا۔ اس کے لئے ایک شخص گنگا بشن تیار ہوا۔ مگر بالآخر وہ کبھی سامنے نہ آ سکا۔ اس نے کہا تھا کہ میں اس کے لئے تیار ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ جب ایک سال تک مجھ پر عذاب نازل نہ ہو۔ اور آپ کو پھانسی ملے۔ تو آپ کی لاش مجھے دیجائے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہمیں یہ شرط بھی منظور ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں اگر آپ پر عذاب الٰہی وارد ہوا اور مر جائیں۔ تو پھر آپ کی لاش ہمکو مل جائے۔ جسکو ہم مسالہ لگا کر اسلام کی فتح کی یادگار کے طور پر رکھوا دینگے۔ اور اگر آپ کو لاش نہ ملے تو ہزار روپیہ ہمیں ملنا چاہیئے۔ اسی طرح ہم بھی اتنی ہی رقم جمع کرا دینگے آخر گنگا بشن نے کہا کہ نہ میں آریہ ہوں۔ اور نہ میرے لئے اتنا روپیہ آریہ جمع کرا سکتے ہیں۔ اس طرح وہ بھی سازش کے الزام کے متعلق قسم کھانے کے لئے آگے نہ آیا جناب میر صاحب یہیں تک بیان کرنے پائے تھے۔ کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا۔ اور آپ کو اپنا سلسلہ تقریر بند کرنا پڑا۔

مولوی سید سرور شاہ صاحب کی تقریر

نبوۃ مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے سورہ جمعہ کی چند آیات تلاوت کرنے کے بعد فرمایا۔

مسئلہ نبوۃ کا اصولی پہلو مجھے حکم ملا ہے کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوۃ پر کچھ بیان کروں۔ احباب جانتے ہیں کہ ہمارا حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق دو قسم کے لوگوں سے مقابلہ ہے۔ ایک تو غیر احمدیوں سے اور ایک ان لوگوں سے جو احمدی کہلاتے ہیں۔ مگر ہم سے جدا ہو کر غیر احمدیوں کے ہم آواز ہو گئے ہیں۔ میں نے اس مضمون کے لئے اس تجویز کو پسند کیا ہے۔ کہ میں بجائے اس مسئلہ کے متعلق حوالوں پر بحث کرنے کے اصولی بحث کروں تاکہ احباب کے لئے آسانی ہو۔

اجماع امت اور ہم غیر احمدی ہم پر الزام لگاتے ہیں۔ کہ ہم سلف کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اور ہمارے غیر مبائع دوست بھی ہم پر یہی الزام لگاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے مسئلہ نبوت پر مولوی محمد علی صاحب کی کتاب پڑھی ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ قادیان والے اجماع امت کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں۔ اگر اصول کو چھوڑ دیا جائے۔ تو بحث میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اصل اصول یہ

انسان قائم ہے تو مدمقابل کچھ نہیں کرسکتا۔ اس مسئلہ میں اصولی بحث یہ ہے کہ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ نبی کریمؐ کے بعد زید و بکر نبی ہو سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ بلکہ ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نبی ہیں اور یہ ایسا مسئلہ ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سے کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ مسیح موعود نبی نہیں ہوگا۔ پس جبکہ یہ بات ثابت ہے۔ اور کسی مسلمان عالم اور بزرگ نے اس کا انکار نہیں کیا۔ تو ہمارا یہ کہنا کہ حضرت مسیح موعود نبی اللہ ہیں۔ اجماع امت کے مطابق ہوا نہ کہ خلاف۔

چیلنج میں ان لوگوں کو جو ہمارے اس عقیدے کو خلاف اجماع کہتے ہیں چیلنج دیتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف ثابت کرسکتا ہے تو کر کے دکھائے۔

پس جب تمام امت کا اجماع اس پر ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہوگا تو یہ کہنا کس قدر غلط ہے کہ ہمارا عقیدہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

کتب سلف اور ہم فقہ اکبر جو ایک ہی ایسی کتاب ہے جسکو امام ابوحنیفہ کی کتاب کہا جاتا ہے۔ اس کی شرح میں ملا علی قاری لکھتے ہیں کہ جو شخص یہ کہے کہ مسیح موعود نبی نہ ہوں گے وہ کافر ہے۔ اور شرح عقائد نسفی کے صفحہ ۱۲۶ میں لکھا ہے کہ لانبی بعدی کا مطلب یہ ہے کہ وہ تابع شریعت محمدیہ ہوگا نہ کہ ناسخ شریعت محمدیہ اس لیے نہ مسیح موعود کا نبی ہونا خاتم النبیین کے خلاف ہے کہ آپ تابع شریعت محمدیہ ہیں اور مستقل شریعت لانے والا نہیں اور نہ لانبی بعدی کی بنا پر اعتراض ہوسکتا ہے۔

مسئلہ بروز اس کے بعد آپ نے مسئلہ بروز پر بحث کی اور سورہ زخرف کی آیات وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ (سورہ زخرف رکوع ۵) کی تفسیر بیان فرماتے ہوئے کہا کہ فرعون جاہل اور بے وقوف نہ تھا کہ وہ خدائی کا دعوے کرتا۔ وہ جانتا تھا کہ میں کھاتا پیتا ہگتا موتتا ہوں۔ مجھے لوگ خدا کس طرح کہہ سکتے۔ اس لئے اس کا دعوے یہ تھا کہ وہ خدا کا اوتار ہے اس میں خدا تعالےٰ نے حلول کر آیا ہے۔ اس کی قرآن میں تردید کی گئی ہے اور اس کے مقابلہ میں مسئلہ بروز کو پیش کیا ہے۔ جو یہ ہے کہ کسی شخص کے انعامات اور صفات دوسرے کو مل جائیں اور یہ صحیح ہے خدا کا بندے کے اندر آجانا ناممکن ہے اس لئے غلط ہے۔ اور کسی ایک انسان کا دوسرے کے انعام پالینا ممکن ہے۔ اس لئے صحیح ہے۔

مسیح موعودؑ بروز مسیح و محمدؐ ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جب مسیح بن مریم کو بطور مثال کے پیش کیا جاتا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ اس کا مثیل آخری زمانہ میں آئیگا۔ تو مخالف لوگ کہتے کہ ہمیں تو کہا جاتا ہے کہ خدا انسان میں حلول نہیں کرسکتا۔ مگر خود یہ کہا جاتا ہے کہ مسیح کا بروز آئیگا۔ اس کے متعلق خدا تعالیٰ نے بتایا کہ خدا تو کسی میں نہیں آتا۔ ہاں خدا ایک انسان کے انعام دوسرے کو دیسکتا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ ایک انسان دوسرے انسان کے انعام پاسکتا ہے۔ اور ایک آدمی مسیح کے انعام پاکر مسیح کا بروز ہوسکتا ہے۔ اسی طرح محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انعام پاکر آپ کا بروز بھی ہوسکتا ہے اور اسی مضمون کو سورہ جمعہ کی آیۃ وَآخَرِينَ مِنْهُمْ میں بیان کیا گیا کہ وہ نبی جو امیوں میں مبعوث ہوا آخرین میں بھی مبعوث ہوگا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے بروز ہونے کی حیثیت میں الگ نبی نہیں۔

الہامات مسیح موعود اور نبوۃ مسیح موعود اس کے بعد یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ دوسری اصولی بات ہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات موجود ہیں۔ ان میں آپ کو نبی اللہ کہا گیا رسول اللہ کہا گیا ہے۔ اور بغیر کسی شرط کے نبی کہا گیا ہے۔ پھر آپ کیوں نبی نہیں ہیں۔ ہاں یہ بات یاد رہے کہ نبی کے الہام میں غلطی نہیں ہوسکتی اگر غلطی ہوسکتی ہے تو الہام کی تشریح میں ہوسکتی اس لئے حضرت اقدس کے الہامات کو دیکھنا چاہیئے پھر حضرت مسیح موعود نے ان آیات کو جو انبیاء کی ذات سے متعلق ہیں اپنے اوپر اپنے قلم سے چسپاں کر کے دکھا دیا۔ اور غلطی کے ازالہ میں ایک اور نکتہ بتایا کہ جہاں جہاں آپنے نبوۃ سے انکار کیا ہے وہ ان معنوں میں ہے کہ آپ صاحب شریعت نہیں اور مستقل یا براہ راست بغیر توسط آنحضرت نبی نہیں۔

رپورٹ صدر انجمن احمدیہ

اس رپورٹ میں بتایا گیا کہ انجمن نے سال بھر میں ۴۳۲ تجاویز پاس کیں۔ جن میں سے ۳۱۷ مجلس معتمدین نے اور ۱۱۵ مجلس ناظم نے

آمد بجٹ تعلیم الاسلام	۱۶۴۶۶
خرچ	۱۶۷۷۴
آمد لنگر	۳۲۹۸۲
خرچ	۳۳۴۳۹
آمد مدرسہ احمدیہ	۱۰۲۱۸
خرچ	۹۲۹۹
آمد ریویو انگریزی	۶۶۵۵
خرچ	۴۴۲۲
آمد مقبرہ بہشتی	۱۸۰۶۰
خرچ	[illegible]۲۳
آمد صدقات	۹۳۸۱
خرچ	۷۷۹۳
آمد شفاخانہ	۳۰۵۶
خرچ	۲۷۹۸
آمد مستقل فنڈ	۴۶۵۹۷
خرچ	۲۴۰۵۰

ان کے علاوہ اور مدات کا آمد خرچ بھی سنایا گیا کل آمد ۱۷۷۶۸۶ اور خرچ ۱۶۱۴۰۴ ہوا۔ اس سال جو مہمان آئے ان کی تعداد ۱۹۷۵ تھی بہشتی مقبرہ میں آٹھ نعشیں دفن ہوئیں۔ اور پچاس کتبے بہشتی مقبرہ میں لگائے گئے زنانہ وارڈ تیار کیا گیا۔

انگریزی ریویو کے خریدار ۵۰۰ سے بھی کم ہیں۔
شفاخانہ میں ۵۸۱۵۱ مریض آئے۔
مدرسہ احمدیہ میں ۱۳ استاد ہیں۔
اور طلبا ۱۵۵
مدرسہ ہائی میں ۵۰۰ طلبا ہیں۔
بورڈروں کی تعداد گزشتہ سال سے کم ہے۔
اس کے بعد جناب حافظ روشن علی صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔

حافظ روشن علی صاحب کی تقریر

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

جناب حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعود پر تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبہم و یحبونہ تا آخر رکوع تلاوت کر کے فرمایا۔

نبی کی شناخت کے دو مختلف پہلو

حضرات! حضرت مسیح موعود کی صداقت کے مضمون سے یہ مراد ہے کہ وہ باتیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اپنے دعوے میں سچے تھے۔ وہ بیان کی جائیں۔ ظاہر ہے کہ ہر چیز کی شناخت کے ذرائع مختلف ہوتے ہیں۔ اور ہر زمانہ میں بدلتے رہتے ہیں۔

نبی کی شناخت کا ایک وقت وہ ہوتا ہے۔ جبکہ وہ دعوے کرتا ہے۔ اس وقت اس کی زندگی دیکھی جاتی ہے۔ اس کے بعد مختلف پہلوؤں سے دیکھا جاتا ہے کبھی اس کا چہرا دیکھا جاتا ہے۔ اور فراست سے معلوم کیا جاتا ہے۔ کہ یہ شخص سچا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جب عبد اللہ بن سلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آتے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھکر پکار اٹھے کہ یہ چہرہ جھوٹے انسان کا نہیں ہو سکتا۔ اور ایمان لے آئے۔ مگر یہ بات انہیں کو حاصل ہوتی ہے۔ جنکو کسی راستباز کا دیکھنا آتا ہو۔ اور وہ نور صداقت کے سمجھنے کی فراست رکھتے ہوں۔ ہر ایک شخص چہرہ دیکھکر نہیں پہچان سکتا۔ پھر کبھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ اس شخص نے کام کیا کیا ہے۔ توحید کو قائم کیا شرک کو مٹایا ایمان کو پیدا کیا ہے یا نہیں۔ اور لوگوں کو فسق و فجور سے نکالکر اعمال صالحہ پر لگا دیا ہے۔ دین کی محبت اور خدمت کا جوش لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دیا ہے یا نہیں۔ پھر کبھی یہ دیکھا جاتا ہے کہ مصائب و مشکلات میں اور دشمنوں کی منصوبہ بازیوں کے مقابلہ میں اللہ تعالےٰ نے اس کی کہانتک مدد و نصرت فرمائی اور کس طرح حفاظت کی۔ غرض زندگی کے مختلف شعبے ہوتے ہیں۔ جن کے ذریعہ ایک راستباز کو پہچانا جاتا ہے۔

لیکن آج نہ تو وہ دن ہے کہ مسیح موعود نے دعوے کیا ہے کہ آپ کی پہلی زندگی کو دیکھا جائے۔ نہ آپ بنفس نفیس اس دنیا میں موجود ہیں۔ کہ آپ کا چہرہ دیکھکر نور صداقت معلوم کیا جائے۔ اس لئے اب آپ کی صداقت کے اور پہلو ہیں۔ جو بیان کئے جا سکتے ہیں۔

مسیح موعود کی محبت پھیل رہی ہے

آج جو بات میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جیسا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور مسلم و بخاری میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو اس کی محبت کو زمین میں پھیلا دیتا ہے۔ اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں فرمایا ہے۔ کہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ اس کی محبت زمین میں ڈالدی جاتی ہے۔ اور جتنا زیادہ زمانہ گزرتا جائے۔ اتنی ہی زیادہ محبت پھیلتی جاتی ہے۔ دیکھو آج حضرت نوحؑ و حضرت ابراہیمؑ حضرت موسیٰؑ حضرت عیسیٰؑ دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ لیکن ان کی محبت پہلے سے زیادہ دنیا میں قائم ہے۔

غرض راستبازوں کی محبت خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ایسی چٹان پر قائم کی جاتی ہے۔ جو نہ ختم ہوتی ہے نہ گھٹتی ہے۔ بلکہ بڑھتی اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ جس چیز کو زمین میں خدا ڈالتا ہے۔ وہ ضائع نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ محفوظ رہتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں جن چیزوں کو زمین میں خدا تعالےٰ نے ڈالا ابتک موجود ہیں۔ جیسے چاندی سونا لوہا۔ ہوا۔ پانی۔ کانیں وغیرہ اس لئے جب کسی کی محبت خدا تعالےٰ زمین میں ڈالتا ہے۔ تو وہ بھی ضائع نہیں ہو سکتی۔

مخالفت کے باوجود ترقی

اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے دعوے کیا اس کے بعد آپ کی محبت اور قبولیت اس وقت سے بڑھا گئی یا گھٹائی گئی یہ واقعہ ہے کہ آپ کی محبت بڑھی ہے۔ پہلے سے بہت بڑھی ہے۔ اور روز بروز بڑھ رہی ہے اور باوجود مخالفین کی سخت مخالفتوں اور رکاوٹوں کے بڑھ رہی ہے۔ لوگ آپ کو قبول کرتے اور آپ کے دعاوی پر ایمان لا رہے ہیں۔ اور دن بدن ان میں اضافہ ہو رہا ہے۔

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض لیڈروں سے بھی دنیا میں محبت کیجاتی ہے۔ تو کیا ان کی محبت بھی خدا پھیلاتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ عام دنیاوی لیڈروں، اور خدا کے پیاروں کی محبت میں ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ لیڈر تو اگر آج محبوب ہوتے ہیں تو کل کوئی ان کو پوچھتا نہیں۔ ان کی محبت وقتی ہوتی ہے۔ پھر ان کی مخالفت نہیں کی جاتی لیکن خدا کے پیاروں کی محبت پر جوں جوں زمانہ گذرتا جاتا ہے اس میں ترقی ہوتی جاتی ہے۔ پھر کئی پیروں کی بھی بڑی بڑی جماعتیں ہوتی ہیں۔ لیکن ان میں اور مسیح موعود میں بھی ایک فرق ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی کسی پیر صاحب کی بیعت کرتا ہے۔ تو اسکو اپنے خیالات قربان نہیں کرنے پڑتے۔ اس سے کوئی بات چھڑائی جاتی ہے۔ وہ جسطرح پہلے ہوتا ہے اسی طرح پھر بھی رہتا ہے۔ کوئی اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ لیکن جب کوئی حضرت مسیح موعود کو قبول کرتا ہے تو اپنے پہلے خیالات اور اعتقادات کو قربان کرنے کے سوا دنیا بھر کی مخالفت کا اسے سامنا ہوتا ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس محبوب خدا کی طرف جو آتا ہے وہ بھی خدا کا محبوب اور پیارا ہو جاتا ہے۔ یہ بات صرف حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں۔

ارتداد کے وقت خدمت دین کرنے والی جماعت

یہ آیات جو میں نے تقریر کی ابتداء میں تلاوت کی ہیں ان میں اللہ تعالےٰ نے ایک بات بیان فرمائی ہے۔ اور وہ یہ کہ مسلمانوں میں جب ارتداد کا سلسلہ شروع ہوا تو اس وقت دیکھنا کہ کون قوم اور جماعت آتی اور کام کرتی ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے اس ارتداد کے وقت خدا ایک قوم کو لائیگا۔ جو خدا سے محبت کریگی۔ اور خدا اس سے محبت کریگا۔ ایسی قوم کو خدا کا [illegible]

ہوتا ہے۔ یہ کہ وہ خدا کے حکم سے دین کے لئے نکلینگے۔
اب دیکھنا چاہیئے کہ جب مسلمان کہلانے والے مرتد ہو رہے ہیں تو وہ کونسی نئی جماعت ہے۔ جسے خدا نے خدمت دین کے لئے کھڑا کیا ہے۔ اور جو خدا کے دین کی جان اور مال سے خدمت کر رہی ہے۔ وہ حضرت مسیح موعودؑ ہی کی جماعت ہے۔

مومنوں کے تعلق مومنوں اور کفار سے

پھر خدا تعالےٰ اپنے محبوب اور پیارے کی جماعت کی ایک اور علامت بیان فرماتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مومنوں کے سامنے ایسے ہوتے ہیں گویا کہ وہ کچھ نہیں۔ ذلول کہتے ہیں ایسا جانور جو سدھا ہوا ہو اذلہ اسی سے نکلا ہے جس کے معنے ہیں خاکسار یعنی مومنوں کے سامنے بالکل اپنی ہستی کو معدوم کئے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر کفار کے مقابلہ میں دیوار آہن کی طرح ہوتے ہیں۔ مخالفین اور کفار کا ان پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔
پھر فرماتا ہے وہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں۔ جہاد تین قسم کا ہے۔ جہاد اکبر جو اپنے نفس کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ جہاد کبیر جو دلائل کے ساتھ دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے۔ اور جہاد اصغر جو تلوار کیساتھ ہوتا ہے۔ پھر فرمایا وہ کسی کی عداوت کی پروا نہ کرینگے
اب دیکھو دنیا میں ایسی جماعت کونسی ہے جو اسلام کے لئے یہ سب کچھ کر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ ہی کی جماعت ہے اور جو انسان ایسی جماعت کھڑی کرے اس کی صداقت میں کسی کو کیا شبہ ہو سکتا ہے بیشک اب مسیح موعود موجود نہیں کہ ہم لوگوں کو آپ کا چہرہ دکھا دیں۔ مگر وہ چیز جو ابتدا میں بیج کی طرح تھی اب باغ کی طرح ہو گئی ہے اور نہ صرف باغ بلکہ باغات اور ایسے باغات کہ جن کو خزاں نہ آئے۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بشارت دی ہے کہ آپ کی جماعت مخالفین پر ہمیشہ غالب رہیگی۔ کیونکہ اللہ اس جماعت کا ولی اور ناصر ہے۔ اور جس کا ولی اللہ ہو اسپر کون غالب ہو سکتا ہے۔

محبت الٰہی کا دوسرا پہلو

خدا کی محبت کا دوسرا پہلو یہ ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ خدا جس سے محبت کرتا ہے۔ اس کے کان ہو جاتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسا انسان جو کچھ کرتا ہے خدا کے حکم اور اس کی منشا کے ماتحت کرتا ہے۔ اور مومنین کی جماعت خدا کے منشا کے ماتحت اپنے مقصد اور مدعا قرار دیتی ہے۔ اور جب ایک دفعہ کوئی عزم اور ارادہ کر لیتی ہے۔ تو نہ اس سے پیچھے ہٹتی ہے اور نہ اس پر پشیمان ہوتی ہے۔ اب دیکھو جماعت احمدیہ نے اپنا جو مطمع نظر بنایا ہے اس سے ایک بال بھی پیچھے نہیں ہٹی۔ اس کے مقابلہ میں دنیاوی لیڈروں کو دیکھو۔ ایک وقت تھا جب انہوں نے ہجرت کی تحریک شروع کی مگر پھر چھوڑ کر بیٹھ رہے۔ ترک موالات شروع کیا۔ اس کو بھی چھوڑ دیا۔ سرکاری تعلیم کا بائیکاٹ کیا اس پر بھی قائم نہ رہے کونسلوں کا بائیکاٹ کیا اس سے بھی انہیں دست بردار ہونا پڑا۔ مگر ہماری جماعت نے پہلے دن جو اپنا مقصد اور مدعا قرار دیا تھا۔ اب تک اسی پر قائم ہے۔ اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہم نے کچھ تبدیلی کی ہے۔ پھر ایک اور بات جو جماعت احمدیہ کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں کی دعائیں ہیں وہ بات خدا تعالےٰ نے رکھی ہے کہ دوسرے کسی کو حاصل نہیں۔ چنانچہ جنگ کے زور کے زمانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا تھا کہ جو سخت سے سخت مورچہ ہو اس کے لئے ہم دعا کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے ضرور فتح ہوگا۔ کوئی اور بھی اسی طرح کر کے دکھائے۔
پھر یہ کہ اس مامور کی جماعت جو خرچ کریگی وہ خدا کے لئے کریگی۔ اور جو کام شروع کریگی وہ رکیگا نہیں۔ بلکہ بڑھتا جائیگا۔
خلاصہ یہ ہے کہ مسیح موعود سچے نبی ہیں۔ کیونکہ وہ سب دلائل جو کسی نبی کی صداقت سے متعلق ہیں۔ وہ آپ کی ذات پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اور وہ باتیں آپ کی جماعت میں پائی جاتی ہیں۔ جو خدا تعالےٰ کے برگزیدہ بندوں کی جماعتوں کے لئے مخصوص ہیں۔
اس تقریر کے بعد پہلے دن کا پہلا اجلاس نماز ظہر و عصر کے لئے ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس

اس وقت صدر جناب مفتی محمد صادق صاحب تھے آپنے بحیثیت صدر پہلے لیکچرار جناب حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری کو ان لفظوں میں انٹروڈیوس کرایا۔

صدر کی افتتاحی تقریر

صاحبان اس وقت کی تقریر حکیم خلیل احمد صاحب کی ہے۔ جو ہمارے سلسلہ کے ایک واعظ ہیں۔ آپ مونگھیر کے رہنے والے ہیں۔ اور بمبئی مدراس اور کلکتہ میں تبلیغ کا کام کرتے رہے ہیں۔ مجھے آپ کے انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ آپ سب لوگ جانتے ہیں کہ آپ ایک عالم شخص ہیں۔ اور آپ کے لیکچر عالمانہ ہوتے ہیں۔ مدراس میں ایک شخص نے آپ پر لاٹھی سے وار کر کے سر پھاڑ دیا جس سے ساری جماعت کو رنج ہوا۔ اور خود حکیم صاحب کو بھی رنج ہوا۔ مگر آپ کا رنج اس لئے نہ تھا کہ آپ زخمی کیوں ہوئے بلکہ اس لئے تھا کہ شہید کیوں نہ ہوئے۔
غرض آپ اس دل گردے کے آدمی ہیں۔ اس وقت آپ صاحبان کے سامنے حکیم صاحب موصوف محمد علی مونگھیری کے اعتراضات اور انکے جوابات کے موضوع پر تقریر کرینگے اس مختصر انٹروڈکشن کے بعد میں حکیم صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں۔

حکیم خلیل احمد صاحب کی تقریر

محمد علی مونگھیری کے اعتراضات کے جواب

اس تقریر کے بعد حکیم خلیل احمد صاحب کھڑے ہوئے اور آپ نے آیات وعجبوا ان جاءھم منذر منھم وقال الکافرون ھذا سٰحر کذاب اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا لشیء عجاب (سورہ ص ع ۱) کی تلاوت کے بعد بیان فرمایا۔
دوستو ہمارے محترم فاتح امریکہ نے مجھ ناچیز کو جن الفاظ سے انٹروڈیوس کرایا ہے وہ ان کا حسن ظن ہے میں سلسلہ کا ایک خادم ہوں اور آپ ہی بزرگوں کی خوشہ چینی کرتا ہوں اور اس کو بیان کرتا ہوں۔

مونگھیری کے اعتراضات

محمد علی کے اعتراضات کوئی ایسے نہیں ہیں جن کے جوابات نہیں دئے گئے۔ بارہا ان کے دندان شکن جواب دئے گئے ہیں۔ اور ہم میں بہت سے ایسے ہیں جو بہتر سے بہتر جواب دے سکتے ہیں۔ اور دیتے ہیں لیکن اسکی طرف زیادہ توجہ کی ضرورت اس لئے ہوئی کہ اسنے ہمارے سلسلہ

ایک نظام کے ساتھ شروع کیا ہے۔ اس نے ہمارے خلاف لٹریچر کو مصر اور افریقہ تک پہنچایا ہے۔ اور اب وہ انگریزی میں منتقل کرا کے امریکہ اور دیگر ممالک میں پہنچانے کی فکر میں ہے۔

پچھلے سال بھی میرا موضوع بحث اس کے اعتراضات کے جوابات پر ہی تھا۔ اور اسوقت میں نے اس کے مایہ ناز اعتراض کہ معجزہ معیار نبوت نہیں۔ کا جواب دیا تھا۔ اب میں وقت کی رعایت سے اس کے چند اور اعتراضات کا ذکر کروں گا۔

حضرت مرزا صاحب کی آمد اور اسلام کی ترقی

محمد علی مونگھیری کا ایک اعتراض یہ ہے۔ کہ (حضرت) مرزا صاحب کے آنے سے اسلام کی ترقی نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ نے آکر یا آپ کے آنے سے اسلام کا خاتمہ ہو گیا۔ اور پھر یہ بھی لکھا ہے۔ کہ جب سے آپ نے دعویٰ کیا۔ اسوقت سے آپ کے اور آپ کے خلفاء کے وقت میں بھی کوئی شخص عیسائیوں یا ہندوؤں سکھوں میں سے آپ یا آپ کے خلفاء کے ذریعہ داخل اسلام نہیں ہوا۔ اس اعتراض کے جواب کے لئے کسی لمبی تقریر اور بڑے ثبوتوں کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ دنیا جانتی ہے۔ کہ یہ اعتراض کیسا باطل اور کتنا بے حقیقت ہے۔ دیکھنے والے دیکھ سکتے ہیں۔ کہ ہم میں امریکہ کا مبلغ موجود ہے۔ جس کے ہاتھ پر سینکڑوں عیسائی مسلمان ہو چکے ہیں۔

الہامات مسیح موعودؑ پر اعتراض کے جواب

ایک اور اعتراض ایک الہام پر کیا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت خراب تھی۔ آپ کو کشف میں پیپرمنٹ دکھلایا گیا۔ جس نے بتایا کہ خاکسار پیپرمنٹ۔ اس کشف پر وہ اعتراض کرتا ہے۔ کہ ایسے کشوف اولیاء کو نہیں ہوتے۔ اور پھر حضرت اقدسؑ کا ایک اور الہام ہے جس میں آسمان و زمین کے بنانے کا ذکر ہے۔ اس پر بھی اس نے اعتراض کیا ہے۔ مگر نہ وہ کشف قابل اعتراض ہے۔ اور نہ یہ۔ کیونکہ پیپرمنٹ ایک دوائی تھی۔ جو بتائی گئی تھی کہ اس مرض میں مفید ہے۔ اور ایسی آیات قرآن کریم میں موجود ہیں۔ جنہیں ایسے الفاظ ہیں۔ جن سے پایا جاتا۔ کہ وہ بندہ کہتا ہے۔ جیسے ایاک نعبد و ایاک نستعین ہے۔

حضرت سید عبد القادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب کے ایک مقالہ میں فرماتے ہیں۔ کہ بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنی رضاء ان کے ساتھ کر دیتا ہے۔ اور ان کی رضاء کو اپنی رضاء قرار دیتا ہے۔ اسپر محمد علی کہتا ہے کہ مرزائی کور باطن ہیں ان کو نور قلب حاصل نہیں۔ اس لئے وہ اس کے معنے نہیں سمجھ سکتے۔

مونگھیری کی حقیقت

اسی طرح اس نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ مرزا صاحب کی کتابیں ایک سیاہ دفتر ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت پڑی کہ اس کی کتابوں کے چند حوالے سنا دوں۔ اور ان سے آپ کو یہ بھی معلوم ہو گا۔ کہ ان کے نزدیک نور باطن کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ کس چیز کو نور باطن کہتے ہیں۔ محمد علی صاحب اپنی کتاب ارشاد رحمانی میں لکھتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے آپ کو اپنی ماں کے ساتھ صحبت کرتے دیکھا۔ اور یہ بھی دیکھا کہ وہ برہنہ نماز پڑھ رہا ہے۔ اسی حال میں نبی کریم آئے۔ مگر اس نے کچھ حجاب نہ کیا۔ تعبیر الرویاء بتاتی ہے۔ کہ برہنگی والی خواب اس کے نقائص اور روحانیت کی خرابی پر دلالت کرتی ہے۔ اور نبی کریمؐ کو دیکھنے سے یہ مطلب ہے۔ کہ مسیح موعود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز ہیں۔ وہ اس کے زمانہ میں آئے۔ مگر وہ اپنے تقویٰ سے عاری حالت کے باعث بجائے آپ پر ایمان لانے کے آپ پر معترض ہوا۔ اس نے خواب میں ماں سے صحبت کرنے کو روحانیت کا ذریعہ بتایا ہے۔ مگر جب اسپر اعتراض ہوا۔ تو اس نے لکھا کہ تم اولیاء کے حالات سے ناواقف ہو۔ اس لئے کرامات اور معجزات کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور کہا کہ نبی کریم نے بھی تو خواب میں سونے کے کنگن پہنے تھے۔ حالانکہ اس میں اور اس کے خواب میں فرق ہے۔ اول تو ہونا دنیا میں حرام ہے۔ بہشت میں حلال ہو گا۔ دوسرے خود حدیث میں آتا ہے۔ کہ آپ نے اس سے کراہت کی مگر محمد علی نے اس خواب سے کراہت ظاہر نہیں کی۔ بلکہ اپنی روحانیت کا ثبوت پیش کیا۔

عجیب و غریب کرامات

پھر حضرت اقدسؑ کے کشف پر جسمیں پیپرمنٹ کا ذکر ہے۔ اعتراض کیا اور کہا کہ واہ چودہویں صدی کے مجدد۔ اس کے جواب میں ہم چند ایسی کرامات جو ان کے نزدیک نہایت ہی قابل فخر ہیں۔ ان کی کتابوں سے دکھاتے ہیں۔ محمد علی صاحب کے دادا پیر کا ذکر ہے اور انہی کا سلسلہ کہ ان کے پاس ایک عورت بچہ لینے آئی۔ آپ نے اس کو پان کا اُگال دیا۔ اس عورت نے اس سے کراہت کی۔ اور بورئے کے نیچے ڈال گئی پھر کچھ عرصہ بعد آئی۔ اور بچہ مانگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ بوریا اُٹھا کر دیکھو۔ جب اس نے دیکھا۔ تو اُسے نظر آیا کہ وہی اُگال بچہ بن گیا۔

دوسری کرامت یہ لکھی ہے۔ کہ جب ان کے دادا پیر نے کابل کا سفر کیا۔ تو رستہ میں آگ نہ ملی۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ آٹا گوندھا رکھا ہے۔ مگر آگ نہیں ملتی۔ آپ نے اپنی پُشت ننگی کر دی۔ اور اسپر روٹیاں پکائی گئیں۔

تیسری کرامت محمد علی صاحب کے دادا پیر کی یہ ہے کہ جب وہ حقہ پیتے تھے۔ اور اس کا دھواں چھوڑتے تھے تو لوگ لوٹ پوٹ ہو جاتے تھے۔

چوتھی کرامت یہ ہے۔ کہ ایک طالب علم کو پاخانہ آیا آپ نے اس کا پاخانہ ایک شریر طالب علم کے پیٹ میں ڈال دیا۔ اور اس کا پیشاب بکرے کے پیٹ میں ڈالدیا۔

پانچویں آپ نے ایک شخص کو ٹوپی دی۔ اور وہ بہت اچھا شاعر ہو گیا۔

چھٹے لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ مکتب میں پڑھتے تھے میاں جی حقہ پیا کرتے تھے۔ جو رنگریز تھے۔ حضرت عیسیٰ سے وہ حقہ بھرواتے تھے۔ ایک دفعہ شہزادیوں کے کپڑے رنگنے کو آئے۔ تو حضرت عیسیٰ نے ایک ہی مٹکے میں سب کپڑے ڈالدئے۔ اُستاد خفا ہوا۔ مگر انہوں نے

ایک ہی مٹ میں سے سب رنگ کے جیسے جیسے کہ استاد نے طلب کئے رنگے ہوئے نکالدئے۔

یہ ہیں کرامات جنکا محمد علی صاحب اپنی کتابوں میں فخر سے ذکر کرتے ہیں۔ بھلا جنکی نگاہ ایسے معجزات اور کرامات کے دیکھنے کی عادی ہو وہ اور معجزات جو اعلیٰ قسم کے ہوں ان کو کب تسلیم کر سکتے ہیں۔

رسول کریمؐ کے معجزاتکے متعلق اعتراضات کا جواب

ایک اعتراض محمد علی صاحب نے یہ کیا ہے کہ مرزا صاحب نے نبی کریمؐ کے معجزات کی تعداد تین ہزار اور اپنے معجزات کی تین لاکھ بتائی ہے۔ لیکن اول تو یہ اعتراض حضرت مرزا صاحب پر نہیں۔ فتح الباری وغیرہ کتب میں آنحضرت صلعم کے معجزات تین ہزار ہی لکھے ہیں۔ دوسرے حضرت اقدس نے خود تصریح کی ہے۔ کہ مجھے جو معجزات ملے ہیں وہ باستثناء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی نبی سے کم نہیں۔ اور پھر یہ بھی فرمایا ہے کہ میرے معجزات دراصل میرے آقا کے ہیں۔ سو ظل کے بڑھ جانے کا سوال سو اس کے متعلق یہ ہے کہ ظل بیشک بڑھ سکتا ہے۔ دیکھو عصر کے وقت اصل سے سایہ بڑھ جاتا ہے۔ لیکن سایہ کا وجود اصل کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب اصل کو ہٹا لیا جائے تو سایہ کا وجود مفقود ہو جاتا ہے۔ شرح عقائد نسفی میں بھی لکھا ہے۔ کہ امتی کی کرامت یا معجزہ اس کے متبوع کا ہی ہوتا ہے۔ پس حضرت مرزا صاحب کے ذریعہ جتنے معجزے ظاہر ہوئے وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی معجزے تھے۔ اور اس طرح آپ کے معجزوں میں اور اضافہ ہوگیا۔

پھر ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جب سے مرزا صاحب آئے ہیں دنیا پر عذاب مسلط ہوگیا ہے اس کا جواب قرآن میں موجود ہے۔ کہ جب فرعونیوں پر عذاب آیا تو انہوں نے اس عذاب کو حضرت موسےٰ اور آپ کے ساتھیوں کی نحوست کا نتیجہ ٹھہرایا۔ حالانکہ یہ ان کی اپنی بداعمالیوں اور نبی کی تکذیب کی وجہ سے تھا۔ ایسا ہی اب بھی۔

تقریر پر دلچسپ ریمارک

حکیم صاحب کی تقریر ختم ہونے پر جناب مفتی محمد صادق صاحب نے حسب ذیل ریمارک کیا۔

صاحبان آپ نے حکیم صاحب کی تقریر سنی یہ ایک دلکش تقریر تھی۔ اور احباب اور زیادہ سننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر پروگرام پر چلنا ضروری ہے اس لئے ختم کی جاتی ہے۔ حکیم صاحب نے اپنی تقریر میں بتایا ہے کہ محمد علی اپنی کتابیں امریکہ میں بھیجنے کی فکر میں ہے۔ مگر میں ان کو بتاتا ہوں کہ اس کی کتابوں کا وہاں کچھ اثر نہ ہوگا۔ کیونکہ جب وہاں ہم حضرت مسیح موعود کا ذکر کرتے ہیں تو وہ لوگ پہلے یہی سوال کرتے ہیں۔ کہ کیا انہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر نہیں تو وہ کچھ بھی قابل التفات نہیں۔ پھر مونگیری کی کتابیں کیا اثر کر سکتی ہیں۔ حکیم صاحب نے یہ بھی ایک بات بتائی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مرزا صاحب نے آکر اسلام کا خاتمہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں جو اسلام محمد علی مونگیری پیش کرتا ہے اس کا وہی خاتمہ کر دیا۔ وہ اسلام اب دنیا میں باقی نہیں رہ سکتا۔ جو مولویوں کے پاس ہے۔ میرے خیال میں معترض کی ہر ایک بات قابل تردید نہیں ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے

پھر محمد علی صاحب کے خواب پر بھی حکیم صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ مگر وہ بھی قابل اعتراض نہیں کیونکہ وہ اس حدیث کی تصدیق کرتا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمان یہود کے مشابہ ہو جائینگے۔ حتیٰ کہ اگر کسی نے ماں سے زنا کیا تو یہ بھی کرینگے۔

صاحبان! آپ کو پروگرام سے معلوم ہوا ہوگا کہ کل ۱۰ بجے میری تقریر شروع ہوگی۔ اور اسمیں بھی میں یہی کرونگا۔ جیسیں بھر کے لاتیے کہ میں زیادہ لفظ نہیں کہونگا۔

اس کے بعد خانصاحب ذوالفقار علی صاحب کی تین رباعیاں مندرجہ الفضل ۲۵ ر دسمبر

ماسٹر نعمت اللہ صاحب گوہر نے پڑھکر سنائیں۔

رپورٹ محکمہ ہائے نظارت

چار بجے چودہری نصر اللہ خاں صاحب ناظر اعلیٰ نے رپورٹ سنائی۔ اور فرمایا صاحبان نظارتوں کی کم از کم چار رپورٹیں ہیں جن کے لئے مجھے کہا گیا ہے کہ جلد سے جلد ختم کردوں۔ پہلی رپورٹ تالیف و اشاعت کی ہے اس محکمہ کے دو حصے ہیں۔

(۱) اشاعت اسلام و سلسلہ اور اسلام اور سلسلہ کی تائید میں کتب کی تالیف و اشاعت

دوسرا حصہ اسکا تعلیم و تربیت ہے

پنجاب میں دورے

تبلیغ سلسلہ کے لئے جناب مولوی غلام رسول صاحب نے ۲۳ دورے ۳۵ مباحثے کئے اور ۱۸ جلسوں میں جناب میر قاسم علی صاحب تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے آنریری کام کرنے والے احباب کا ذکر فرمایا۔

بیرونی مشن

امریکہ کے مشن میں مفتی صاحب نے ۱۲۳ لیکچر دئے۔ لیگوس میں ۱۹۲ لوگ مسلمان ہوئے۔ لنڈن میں ۲۳ مسلمان ہوئے۔ مصر میں ۲۳ آدمیوں نے بیعت کی یہاں کے انچارج شیخ محمود احمد صاحب پسر شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم ہیں۔

ماریشس میں مولوی حافظ غلام محمد صاحب بی۔ اے اور مولوی عبید اللہ صاحب انچارج تھے۔ وہاں مولوی عبید اللہ صاحب کی بیماری اور وفات کے باعث کام کی رپورٹ نہیں ملتی رہی۔ مولوی عبید اللہ صاحب مخلص نوجوان تھے۔ ان کی شہادت کے متعلق آپ حضرت خلیفۃ المسیح کا مفصل خطبہ جمعہ پڑھ چکے ہیں۔

کتب کی اشاعت

تالیف کے ماتحت صیغہ بکڈپو ہے جو جماعت کے سرمایہ سے قائم ہے اس میں حضرت اقدس مسیح موعودؑ و خلفاء و دیگر سلسلہ کی مفید کتابیں چھپتی ہیں۔ الفضل بھی اس صیغہ کا آرگن ہے اس نے ارتداد کے بارے میں بڑا کام کیا ہے۔ اور چھوت چھات کے متعلق مفید مضامین شائع کئے ہیں۔

علاقہ ارتداد صیغہ ارتداد کی رپورٹ کا خلاصہ یہ ہے کہ فروری ۱۹۲۳ء میں حضرت خلیفۃ المسیح کو پتہ لگا کہ چار لاکھ مسلمانوں کو آریہ مرتد کرنے کے درپے ہیں۔ اس کے لئے آپ نے مولوی محفوظ الحق صاحب اور صوفی عبد القدیر صاحب بی اے کو بھیجا۔ انھوں نے حالات کی رپورٹ کی۔ پھر وفد روانہ ہونے شروع ہو گئے۔ اس سلسلہ میں جماعت کے چھوٹے سے لے کر بڑے تک بہت سے احباب جا چکے ہیں۔ مثلاً حضرت نواب صاحب حضرت مرزا بشیر احمد صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ مولوی فضل الدین صاحب اور خاکسار وغیرہ وغیرہ امور عامہ کے ماتحت ہر قسم کے کام ہیں۔ جماعت میں سکرٹری امور عامہ مقرر ہوتے ہیں۔ مگر بڑی تعداد میں نہیں۔ چاوا شلمنٹ کی حالت اچھی ہے۔ الیکشن کے بارے میں اس دفعہ شیخ یعقوب علی صاحب نے بہت کام کیا ہے۔

رپورٹ پر ریمارک اس کے بعد جناب مفتی صاحب کھڑے ہوئے۔ اور کہا کہ صاحبان لنڈن میں ضرب المثل ہے کہ پارلیمنٹ میں جب تقریریں ہوتی ہیں۔ تو لوگ سنتے ہیں۔ اور جب رپورٹ ہوتی ہے۔ تو دوسرے کمروں میں جا کر سموکنگ کرتے ہیں۔ اب رپورٹ ختم ہو گئی۔ شکر ہے کہ احباب نے کسی حد تک توجہ سے سنی۔ رپورٹ اُمید افزا ہے۔

حضرت صاحبزادہ شریف احمد کا تعارف اب میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب تقریر فرمائینگے حضرت موصوف میرے کسی انٹروڈکشن کے محتاج نہیں بلکہ میں خود محتاج ہوں کہ مجھے انٹروڈیوس کرائیں لیکن بندوں کے سامنے نہیں۔ خدا کے حضور میں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اپنی تقریر سے خوش وقت فرمائیں۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

احمدیوں کا جلسہ سالانہ

(معاصر وکیل امرتسر کے خاص نامہ نگار کے قلم سے)

(۲)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جو جماعت اپنے پیچھے چھوڑی ہے۔ اور جو ان کی وفات کے بعد باوجود مخالفت کے ترقی کر رہی ہے۔ اور جس کی باگ ڈور آج کل مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی ترقیات واجتماع کا نظارہ اور ان کے خیالات وحالات دیکھنے کے لئے یہ سالانہ جلسہ خوب موقع ہے۔ جو اس سلسلہ کے مرکز میں دسمبر کے آخری دنوں میں تین چار روز اور مہمانوں کی آمد ورفت ورہایش کے لحاظ سے دس دن رہتا ہے۔

قادیان بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ہے سڑک کچی جس میں یکوں ٹمٹموں کی کثرت آمد ورفت سے گڑھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس کی حالت ایسی خراب ہے۔ کہ کوئی شخص بغیر اپنی جان کو خطرے میں ڈالے ٹمٹم وغیرہ پر نہیں چڑھ سکتا۔ مگر عقیدہ کی وجہ سے بوڑھے جوان بچے اور عورتیں وارفتگی اور جوش وخروش کے عالم میں اس سخت سردی کے موسم میں دوڑے چلے جا رہے ہیں۔

بٹالہ اسٹیشن پر اترتے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ جلسہ میں شامل ہونیوالوں کو ہر طرح آرام پہنچانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ ایک پارٹی موجود ہے۔ جو مہمانوں کو ریسیو کرتی۔ انکے لئے سواریاں بہم پہنچاتی اور انکے بسترے وغیرہ بھجواتی ہے۔ راستہ میں تحیہ دوانی وال موضع وڈالہ گرنتھیاں اور نہر کے پُل پر پارٹیاں موجود ہیں۔ جن کے پاس مسافروں کے آرام کے لئے آگ اور پانی کا کافی انتظام ہے وڈالہ گرنتھیاں میں علاوہ اور امور کے مسافروں کی امداد کے لئے ایک دو ٹمٹمیں ریزرو بھی ہوتی ہیں۔ تاکہ اگر راستہ میں خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو۔ جو ایسی خوفناک سڑک میں بہت ممکن ہے۔ اس پارٹی کے پاس ادھر ادھر خبر پہنچانے کے لئے بائیسکل بھی موجود ہیں۔

قادیان پہونچنے پر استقبال کرنے والے گاؤں کے باہر ملتے ہیں۔ جو آنے والوں کو اندرون قصبہ و بیرون قصبہ دو حصوں میں اپنے مشتہر کردہ نقشوں کے مطابق تقسیم کرتے ہیں۔ جہاں انتظام مختلف صیغوں میں تقسیم ہے۔ جو یہ ہیں۔

(۱) ناظم جلسہ جو موجودہ امام جماعت احمدیہ کے بھائی مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ہیں۔ یہ گویا افسر اعلیٰ ہیں۔ جو اندرون قصبہ و بیرون قصبہ دونوں جگہ کارکنان کی نگرانی کرتے ہیں۔

(۲) مہتمم جلسہ دو صاحب ہیں۔ (۳) محکمہ سٹورز (سپلائی) جو ہر قسم کی ضروریات جلسہ بہم پہنچاتا ہے (۴) منتظم مکانات (۵) معاونین جماعت ہائے یعنی ہر کمرہ کے مہمانوں کی خدمت گزاری کرنے والے (۶) انتظام روشنی (۷) پانی کا انتظام (۸) صفائی۔ (۹) انتظام تنور دیگ (۱۰) اجرائے پرچی خوراک (۱۱) تقسیم سالن و روٹی (۱۲) بیماروں کے لئے پرہیزی کھانا (۱۳) منتظم مہمان نوازی جو ایک الگ عملہ ہے (۱۴) طبی انتظام (۱۵) منتظم بازار (۱۶) منتظم جلسہ گاہ (اسٹیج)۔ (۱۷) منتظم پہرہ (۱۸) انسپکٹر (۱۹) منتظم مہمان شماری (۲۰) منتظم ملاقات امام صاحب جماعت احمدیہ

ان تمام صیغوں سے معلوم ہو سکتا ہے کہ مہمانوں کے متعلق جو انتظام کیا گیا ہے۔ کس قدر وسیع پیمانہ پر ہے۔

آج ۲۵ر دسمبر ہے اور اصل جلسہ کی کارروائی کل شروع ہونے والی ہے۔ لیکن اجتماع کئی ہزار تک پہونچ گیا ہے۔ چنانچہ آج رات کے بارہ بجے تک چھ ہزار چار سو سے اوپر مہمان آ چکے ہیں۔ یہ آنے والے بنگال کے مشرق سے لے کر صوبہ سرحدی اور کشمیر سے لے کر مالابار تک کے لوگ ہیں۔ والسلام

(خاص نامہ نگار از قادیان)

۲۶ر دسمبر کی کارروائی

جلسہ گاہ جس میں دس بارہ ہزار کی گنجائش معلوم دیتی تھی وہ تقریباً بھر گئی تھی۔

مطابق پروگرام تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد میر قاسم علی صاحب کا لیکچر لیکھرام کی پیشین گوئی پر ایک گھنٹہ تک ہوا۔ میر صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ آریہ سماج کے نمایندے و لیڈر کا حشر جیسا کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مقابل میں بتایا اور بہت سے حوالوں کے ساتھ ثابت کیا کہ لیکھرام کا ہر ایک عذر مرزا صاحب نے مٹایا۔ اور آخر اسے اپنی پیشین گوئی تعجیل جسد لہ خوار کا شکار رہا یا جس سے لوگوں پر اچھی طرح سے ثابت ہو گیا۔ کہ اسلام ہی سچا مذہب ہے جس کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ لیکچرار نے بہت سے دلائل اس بات پر بھی دیئے۔ کہ لیکھرام کے قتل سے مرزا صاحب یا ان کے کسی مرید کی سازش کا دخل نہ تھا۔ لیکچرار کے الفاظ متین اور شائستہ تھے اور حاضرین بہت متاثر ہوئے۔

دوسرا لیکچر مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کا ہوا جس کا عنوان نبوت مسیح موعود تھا۔

(نامہ نگار) ۳۰ر دسمبر دکیل

گزشتہ سے پیوستہ

ان دو لیکچراروں کے بعد صدر انجمن احمدیہ کی رپورٹ شیخ یعقوب علی صاحب اڈیٹر الحکم نے سنائی۔ شیخ صاحب ایک جہیر الصوت شخص ہیں۔ اور پھر تحریر و تقریر میں کہنہ مشق۔ رپورٹ جیسے خشک مضمون کو ایسے طور پر سنایا اور پیش کیا کہ اول سے آخر تک سامعین کی توجہ کو جذب رکھا معلوم ہوا کہ گزشتہ سال ایک لاکھ ستر ہزار چھ سو بچاسی روپیہ آمدنی ہوئی اور خرچ ایک لاکھ اکیاسٹھ ہزار چار سو روپیہ اس انجمن کے زیر انتظام ایک لنگر خانہ بھی ہے جس کا خرچ آمد سے زیادہ سنایا اور بتایا کہ سال زیر رپورٹ میں ایک لاکھ ستاون ہزار پانسو پچاسی مہمانوں نے کھانا کھایا غالباً یہ تعداد حاضرین کی ہو گی نہ کہ مسافروں کی ایک شفاخانہ بھی اس انجمن کے ماتحت ہے۔

(ایضاً انہی ایام کہ ...)

جس میں بیماروں کا علاج اعلیٰ پیمانہ پر کیا جاتا ہے۔ اعداد ٹھیک نوٹ نہیں ہو سکے۔ البتہ ان کی تعداد اتنی تھی کہ ہم نے متوسط درجے کے سرکاری شفاخانوں سے بڑھ کر اسے پایا۔ رپورٹ کے بعد حافظ روشن علی صاحب کا لیکچر صداقت مسیح موعود پر ہوا۔

اس کے بعد پہلا اجلاس برخاست ہوا۔ دو بجے امام جماعت احمدیہ کی سواری پہنچی۔ نماز ظہر و عصر جمع پڑھا کر چلے گئے۔ اور ۳ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔

حکیم خلیل اللہ (خلیل احمد) صاحب مونگیری نے جناب مولوی محمد علی صاحب مونگیری کے اعتراضات کے جواب دیئے۔ چند مقامات ان کی کتابوں سے سنائے اور ان کا جواب بھی دوسرے مقامات سے دکھایا پھر مولانا صاحب مونگیری اور ان کے پیر کے بعض کشف و کرامات ایسے انہی کی کتاب سے سنائے۔ کہ حاضرین بے اختیار ہنس ہنس کر لوٹے جاتے تھے۔ حکیم صاحب کے بیان پر ڈاکٹر صادق نے جو حال ہی میں امریکہ سے تبلیغ کر کے آئے ہیں۔ ریمارکس کر کے اسے اور بھی تیز کر دیا۔

اس کے بعد نظارتوں کی رپورٹ کا وقت ایک گھنٹہ تھا۔ نظارتوں سے مراد وہ صیغے ہیں جو امام جماعت احمدیہ نے اپنے انتظام کو مختلف صیغوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔ اور ہر صیغہ (مثلاً امور عامہ تالیف و اشاعت۔ تعلیم و تربیت۔ بیت المال) کا الگ الگ ایک سکرٹری ہے۔

اس کے بعد میاں محمد شریف (شریف احمد) صاحب امام جماعت احمدیہ کے چھوٹے بھائی نے تقریر کی جس کی نسبت بیان کیا جاتا تھا کہ یہ ان کی پہلی تقریر ہے۔

مرزا صاحب موصوف نے "کوئی قوم بغیر قربانی کے ترقی نہیں کر سکتی" کے مضمون پر لیکچر دیا۔

اس کے بعد ایک حکیم (عبد الرحمٰن) جانم نام کھڑے ہوئے جو علاقہ ملکانہ میں کام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے تجربوں سے جو آریوں کے مقابل وقتاً فوقتاً ہوئے

انگلینڈ میں تبلیغ اسلام

(از نوشتہ مولوی عبد الرحیم صاحب نیر ۲۸ر اکتوبر ۱۹۲۳ء)

میڈم ڈی سیمو

دار التبلیغ احمدیہ میں جو معزز مہمان ایام زیر رپورٹ کے اندر تشریف لائے۔ ان میں میڈم ڈی سیمو Madam di Simo نام ایک فرنچ مسلم خاتون اور ان کی ننھی سی لڑکی فاطمہ ہے میڈم موصوفہ کا تعارف مکرم خالد شلڈرک کے توسط سے ہوا اور اس معزز خاتون سے ترجمان کے ذریعہ گفتگو ہوئی۔ میڈم موصوفہ جنوب فرانس کے شہر (نس) میں ایک اخبار کی اڈیٹر اور مراکو میں ایک محترم شخصیت ہیں۔ آپ نے احمدیت کے خاص مسائل کو بہت توجہ سے سنا اور سلسلہ عالیہ سے بہت خلوص اور محبت کا اظہار کیا۔ فاطمہ نے اپنے بھولے فرنچ لہجہ میں کلمہ طیبہ کی تلاوت کی۔

ہماری فرنچ بہن نے ایک سو جلد فرنچ ٹیچنگ آف اسلام کی بغرض اشاعت لی ہے۔ اور اپنے فرانسیسی احباب کے حلقہ میں تقسیم کرنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ ان کا مشورہ ہے کہ مغربی ممالک میں لٹریچر کے ذریعہ بہت کام ہو سکتا ہے۔ لہذا ہر زبان میں احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کیجائے۔ فرانس میں اشاعت کا بڑا موقعہ ہے۔ اور سپین میں فرقہ اناث خصوصاً کیتھولک مذہب سے بیزار ہے۔ مگر اسلام سے لوگ سخت ناواقف ہیں۔ چنانچہ ایک تقریب کے وقت ہسپانیہ کی عورتوں نے میرے اسلام پر سخت اظہار تعجب کیا۔

بشیرو محمود

گزشتہ آئینوں اور مسیح کے وقت گو سردی و بارش تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے کچھ ایسے لوگ پیدا کر دئے ہیں جو تعلیم و دیگر مشاغل اور تقلید کو چھوڑ کر ہمارے عشرہ کے

آجاتے ہیں۔ اور اکثر نو وارد ہر دفعہ پیغام حق سننے کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ اور جہاں بعض اوقات نہایت معقول سوالات ہوتے ہیں۔ وہاں کچھ ایسے سائل بھی آتے ہیں کہ جنکو اسلام سے قطعاً ناواقفی ہوتی ہے۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ مذکورہ بالا جلسہ میں ایک خاتون بڑے صبر سے بلا چھتری دیر تک اپنے سوال کی باری آنے کا انتظار کرتی رہی۔ اور جب موقع ملا تو پوچھنے لگی اچھا یہ بتاؤ کہ اللہ و محمد میں کیا فرق ہے؟

ہمارے طلبا

اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدی طلبا مقیم انگلستان دینی تعلیم میں خوب تندہی سے مصروف ہیں۔ عزیز سیٹھ علی محمد نے اپنا امتحان داخلہ پاس کر لیا ہے۔ اور انشاء اللہ یونیورسٹی و قانون کی جماعت میں شامل ہونے والے ہیں۔ اور ایسے مضامین لینگے کہ سول سروس میں امتحان مقابلہ دے سکیں۔ حافظ سید محمود اللہ شاہ صاحب شیفیلڈ میں محکمہ ریلوے کے اندر کام سیکھ رہے ہیں۔ اور اپنی نیکی حسن اخلاق اور تقوےٰ کے باعث اپنے محکمہ کے اندر اور باہر غیر معمولی احترام سے دیکھے جاتے ہیں۔ مکرم چوہدری مولا بخش صاحب جنجوعہ بی۔ اے آنرس داخلہ بیرسٹر ایٹ لا۔ لنڈن یونیورسٹی کے امتحان ایل ایل۔ بی آنرس کی تیاری میں مصروف ہیں۔ صاحبزادہ عبد الرحیم خاں خالد نے بیرسٹری کا آخری امتحان دیا ہے۔ مسٹر غلام حسین جھنگوی سکنہ ماریشس امتحان ڈاکٹری کی ایک مشکل منزل طے کر چکے ہیں۔ اور اڈنبرا میں مصروف وقت گذار رہے ہیں۔ چوہدری غلام قادر خاں صاحب بی۔ ایس سی آنرس مزید حصول قابلیت کے لئے کچھ اور عرصہ قیام انگلستان کا مقصد رکھتے ہیں۔

عزیز شیخ ظفر حق خاں صاحب بی۔ ایس سی اپنے امتحان آنرس کی تیاری کر رہے ہیں۔ جو کیم جبریل مارٹن از مغربی افریقہ کیمبرج کے امتحان داخلہ سے فارغ ہو کر لنڈن یونیورسٹی میں تعلیم قانون حاصل کر رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی امتحان بیرسٹری بھی پاس کرینگے۔

مرحوم ڈاکٹر الٰہی بخش کے فرزند ارجمند ملک محمد اسمٰعیل بی۔ ایس۔ سی جو اللہ کے فضل سے ہندو یونیورسٹی بنارس میں اول رہنے کے باعث گورنمنٹ سکالرشپ لیکر ولایت تعلیم کے لئے آئے ہیں۔ بخیریت لنڈن پہونچکر دار التبلیغ میں مقیم ہیں۔ اور رائل ویٹنری کالج کی کلاس بی لینٹو سال دوم میں داخل ہو گئے ہیں۔ احباب ان سب نونہالان اسلام کے لئے دعا فرمائیں۔

عازمان ولایت

جو طلبا بغرض تعلیم ولایت آنا چاہیں اور حالات متعلقہ سے واقفیت حاصل کرنا چاہیں وہ مفصلہ ذیل پتہ سے خط وکتابت کریں۔ انشاء اللہ تمام ضروری امور سے مفصل اطلاع دی جائیگی۔

Z. H. Khan Esq.
The Ahmadia Mosque
63 Melrose Road
Southfield London
S.W. 18

اسلام کی عظیم الشان فتح
ایک احمدی مبلغ کے ذریعہ

ہم مسلمانان قصبہ سانبہ نہایت مسرت کیساتھ اس امر کا اظہار کرتے ہوئے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرتے ہیں جس کے محض فضل سے قصبہ ہذا میں متواتر آٹھ روز تک اسلام کی صداقت و اشاعت میں لیکچر ہوتے رہے جناب مولنا مولوی ظہور حسین صاحب احمدی (مولوی فاضل) ۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو مقام سانبہ تشریف لائے۔ اور ۲۶ نومبر سے لیکر ۳ دسمبر تک متواتر لیکچر دیئے۔ پہلے روز عبادت کی اصل غرض اور اسلام کے ارکان کی فلاسفی نماز روزہ حج زکوٰۃ کے فوائد اور ان کے مقرر کرنیکی حکمتیں بوضاحت بیان فرمائیں۔ اور نماز روزہ و حج پر آریوں کے اعتراضات اور ان کے جواب کو احسن طریق سے ذہن نشین کرایا۔ دوسرے روز انسان کے دنیا میں آنیکی غرض اور عبادت کرنے سے خدا کے قرب کو حاصل کرنے پر لیکچر دیا۔ نیز گوشت خوری کی فلاسفی اور ان اعتراضات کا جواب جو آریہ صاحبان گوشت خوری پر کرتے ہیں۔ دیا گیا۔ اور بوضاحت بیان فرمایا کہ اسلام تلوار سے نہیں پھیلا۔ تیسرے روز اسلام کی تعلیم کا مقابلہ دیگر مذاہب مجوس اور آریہ دھرم سے خصوصاً وضاحت سے کرکے دکھلایا اور پبلک پر ہر پہلو سے واضح کیا کہ اسلام ہر پہلو اور ہر شان میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ نیز روح اور مادہ کی قدامت کو دلائل سے باطل کیا گیا اور اس کا حادث اور مخلوق ہونا قرآن سے مدلل طور پر ثابت کیا۔ چوتھے اور پانچویں دن ہم مسلمانان سانبہ کی استدعا پر عیدگاہ میں لیکچر دئیے جسمیں اتفاق اور اتحاد کے شیرازہ کو محکم کرنیکی ترغیب دی اور مسلمانوں کو ان کے فرائض اور ذمہ داریوں سے آگاہ کیا بعض ہندو صاحبان نے بھی ان دو لیکچروں میں دلچسپی سے حصہ لیا۔ اور چھٹے اور ساتویں دن مولوی صاحب موصوف نے اسلام کی خوبیوں کو مدلل طور پر بیان کیا۔ اور بتلایا کہ وہ چیز جو مذہب کی روح اور جان ہے جسکے لئے انسان اپنی ہر عزیز چیز کو قربان کر رہا ہے۔ وہ پرماتما اور اس کا قرب ہے اور پرماتما کا سوائے اسلام کے کسی مذہب نے کما حقہ پتہ نہیں دیا چنانچہ آریہ سماج جس پرماتما کو پیش کرتی ہے اس کی حقیقت کو اچھی طرح آشکارا کرکے بتایا کہ نہ وہ قابل بندگی اور پرستش اور نہ ہی مالک اور قادر اور عالم ہے۔ نیز تعدد ازدواج کی حکمت اور اس کے ساتھ آریوں کی کتب سے نیوگ کی حقیقت کو واضح کرکے بتلایا اور ہر پہلو سے آریہ مذہب کا کھنڈن اور اسلام کی صداقت کو پیش کیا الغرض ہر روز کا لیکچر پہلے دن سے زیادہ کامیابی سے ہوتا تھا جہاں ہندو صاحبان بہت دلچسپی سے حصہ لیتے تھے۔ وہاں آریہ صاحبان بھی کبیدہ خاطر ہو کر آجاتے تھے نیز اطراف کے گاؤں سے دس دس بارہ بارہ کوس سے بھی مسلمان جوں جوں انکو علم ہوتا رہا لیکچروں سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ الغرض ان دنوں میں جسقدر آریہ سماج سانبہ کے کیمپ پر گولہ باری ہوئی امید نہیں کہ جلد ان آریہ سماج کبھی بھول سکیں۔ یہ پہلا موقعہ ہے جسمیں اسلام کی صداقت اور آریہ مذہب کے کھنڈن پر نہایت ہی کامیابی اور خیر و خوبی سے ایک ہفتہ تک لیکچر ہوتے رہے۔ نیز جناب مولوی صاحب ممدوح ہر روز آریہ سماج کو سوال کرنے کیلئے موقع دیتے رہے مگر کسی آریہ صاحب نے سوال کرنیکی جرأت نہ کی۔ خاکسار لعل علی ذیلدار

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)